رسالت محمدی ﷺ کی صداقت کے چند عقلی دلائل

عبدالسمیع محمد ہارون انصاری سلفی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صداقت وحقانیت کے کتنے ہی دلائل ہیں، جو کتاب وسنت میں موجود ہیں۔ ان میں عقلی وفکری بھی ہیں اور واقعاتی بھی۔ سردست ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی صداقت وحقانیت کے چند عقلی وفکری دلائل کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ایک طرف ہم کمزور ایمان والے اہل اسلام وایمان کے یقین وایمان میں اضافہ ہوتو دوسری طرف آج کے بگڑے ہوئے ماحول میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق شکوک پھیلائے جارہے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکیک حملے ہورہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی سچائی کے ذیل میں ایسے عقلی دلائل پیش کیے جائیں، جنھیں کوئی بھی پڑھ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وعظمت اور حقانیت کو تسلیم کیے بغیر نہ رہ پائے۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے جس میں اسلامی تعلیمات کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا بھی ذکر ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اے لوگو! اگر اس بابت تم کو شک ہے تو تم کو چیلنج ہے کہ اس کتاب کے مثل کوئی سورہ، کوئی آیت ہی لے آؤ۔ نزول قرآن کے وقت سے لے کر آج تک یہ چیلنج باقی ہے، مگر اس پوری تاریخ میں جب کہ سینکڑوں ہزاروں عربی اور دیگر زبان کے ماہرین وعلماء پیدا ہوئے مگر کسی سے اس کا جواب نہ ہوسکا۔ قرآن مجید رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی کھلی دلیل و صداقت ہے، جس کو معمولی صاحب عقل وخرد بھی تسلیم کر لے گا۔ قرآن نے کئی جگہ یہ چیلنج وتحدی کی ہے مثلاً (البقرہ:۲۳۔۲۴، یونس:۳۷۔۳۸، الاسراء:۸۸، الطور:۳۳۔۳۴) وغیرہ۔

قرآن کے حامل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس کتاب کے منزل من اللہ ہونے کی صداقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی صداقت ہے۔ اس بابت اس کی صداقت کے عقلی وفکری دلائل میں سے ایک وہ بھی جو نزول قرآن کے بعد سینکڑوں سال کے مدوجزر میں بھی اس کے اندر زیروزبر کا بھی فرق نہ ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں وعدہ کردیا ہے کہ چونکہ قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کی مکمل حفاظت ہم ہی کریں گے۔ دنیا کی جتنی بھی آسمانی کتابیں مثلاً تورات، زبور وغیرہ یا مذہبی صحیفے ہیں وہ اپنی ابتدائی شکل میں موجود نہیں ہیں بلکہ کتنوں کی اصل شکل تک سب کچھ بدل چکی ہے۔ ایسا خود ان مذاہب وادیان کے علماء ومتبعین کو تسلیم ہے۔ غور کرنے کی بات ہے قرآن نے ان تمام کتابوں کے مقابلے میں اپنی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا، وہ تاہنوز محفوظ ہے۔ قرآن کا یہ ایک ایسا اعجاز ہے، جس کا اعتراف وتسلیم ہر مذہب کے علماء اور عام مؤرخین ودانشوروں کو بھی ہے۔ قرآن نے بالکل سچ کہا ہے:

﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾

یہ اور اس طرح کی آیات کئی ایک ہیں۔

سورۃ آل عمران کی آیات ۶۰۔۶۳ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب عیسائیوں کو ان کے رسات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر وانکار کے سبب یا بحیثیت مجموعی ایمان لانے کے سبب دعوت مباہلہ دیا۔

مباہلہ کے معنی ہیں دو فریق کا ایک دوسرے پر لعنت یا بددعا کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف ونزاع ہو اور وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہِ الٰہی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس پر لعنت فرما۔ اس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ ۹ ہجری میں نجران سے عیسائیوں کا ایک وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وہ جو غلو آمیز عقائد رکھتے تھے، اس سے بحث ومناظرہ کرنے لگا۔ بالآخر یہ آیت نازل ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مباہلہ کی دعوت دی۔ (تفسیری حواشی) مگر بعد میں عیسائیوں کو احساس ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو سچے ہیں مبادا اگر ہم نے اس طرح کیا تو خود ہلاک ہوجائیں گے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر مخالفین کی عملی شہادت ہے۔

قرآن نے زمانہ نزول میں ماضی قریب وبعید کے تعلق سے متعدد ایسی ایسی عجیب پیش گوئیاں کیں کہ اس وقت بڑے بڑے صاحب عقل وعلم کے دماغ میں یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔ پھر بھلا قرآن اس کے برعکس کیسے کہتا ہے۔ اکثر، چونکہ وہ کافر تھے، قرآن کا مذاق اڑاتے تھے، مگر ان میں چند باتیں جب بعد میں صحیح ثابت ہونے لگیں، تب ان کو نبوت ورسالت کی صداقت پر ایمان لانا پڑا اور وہ لائے۔ قرآن میں ایسی پیش گوئیاں تو متعدد ہیں، مثلاً رومیوں کی شکست کے وقت ان کی فتح کی پیش گوئی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے انتہائی نامساعد حالات میں جابجا فتح مبین اور غلبہ کی پیش گوئی وغیرہ ایسی کتنی ہی مثالیں ہیں، جن تمام کا سرسری احاطہ ان صفحات میں ممکن نہیں۔ یہاں اشارہ مقصود ہے کہ تنگ دامانی کا احساس ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اہل عرب کے سامنے کھلی کتاب کی طرح تھی۔ باضابطہ طور پر تعلیم بھی حاصل نہیں کی تھی کہ لوگ کہتے کہ یہ تو اپنے حاصل شدہ علوم وفنون کی محنت سے یہ کتاب قرآن تحریر کرتا ہے اور دعوی رسالت کررہا ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو اُمّی تھے۔ لکھنا پڑھنا تک نہ جانتے تھے۔ پھر اخلاق وکردار اس قدر اعلیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ صادق وامین کہا کرتے

تھے۔

ایسے میں غور کرنے والی بات ہے کہ جس شخص نے انسانوں کے تعلق سے تاعمر کبھی جھوٹ نہ بولا ہو اور انسانوں کے تئیں امانت دار ہو وہ اللہ پر جھوٹ کیسے باندھ سکتا ہے اور اس ذات اعلیٰ کے ساتھ خیانت کیسے کر سکتا ہے......؟ اس ضمن میں ابوسفیان اور ہرقل کے درمیان جو تاریخی گفتگو ہوئی تھی' وہ قابل مطالعہ ہے۔ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا مزید اذعان ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں الرحیق المختوم:۵۵۶۔۵۵۹)

بہر حال قرآن اسی حقیقت کو جابجا بیان کرتا ہے اور منکرین کو عقل کے ناخن لینے اور سوچنے کی دعوت دیتا ہے کہ سوچو یہ نبی کیوں کر جھوٹے ہو سکتے ہیں......؟ اس طرح کی آیات کئی جگہ ہیں مثلاً (القصص ۴۴۔۵۴' ایضاً ۸۵۔۸۸' الاعراف ۱۸۴۔۱۸۶) وغیرہ۔

ابن ہشام کی روایت ہے ایک بار قریش کے ایسے تین آدمی اکٹھے ہوئے' جن میں سے ہر ایک نے اپنے بقیہ دو ساتھیوں سے چھپ کر تنہا قرآن مجید سنا تھا' لیکن بعد میں یہ راز فاش ہو گیا۔ ان میں ایک ابوجہل بھی تھا۔ تینوں اکٹھے ہوئے تو ایک نے ابوجہل سے دریافت کیا کہ تم بتاؤ تم نے جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے' اس کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا میں نے کیا سنا ہے......؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے اور بنوعبدمناف نے مقابلہ کیا اور برابر ہو گئے۔ مگر اب بنوعبدمناف کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔

بھلا بتایئے ہم اسے کب پا سکتے ہیں......؟ خدا کی قسم ہم اس شخص پر ایمان نہیں لائیں گے' چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا تھا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمھیں جھوٹا نہیں کہتے' لیکن تم جو کچھ لے کر آئے ہو' اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اسی کی طرف قرآن نے اشارہ کیا:

﴿فانهم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات الله یجحدون﴾ (سورۃ انعام)

''یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے' بلکہ یہ ظالم اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔'' (الرحیق المختوم:۱۸۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت قرآن کا یہ اعلان جس طرح کل صحیح تھا' آج بھی ہے کہ دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی صداقت کا بہتوں کو اعتراف ہے' مگر وجہ انکار کبھی ضد ہے تو کبھی مصلحت ہے اور کبھی کچھ اور......

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کم و بیش تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو اللہ کی طرف سے معجزے عطا ہوئے۔ جو ان کی قوم کی طرف سے ان کی صداقت کی شہادت و حجت کی صورت میں مانگے جانے پر اللہ کی طرف سے عطا ہوتے تھے۔ ہر چند کہ ان کھلے معجزوں کو بھی دیکھ کر اکثر لوگ ایمان نہیں لائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی دلیل و حجت کے طور پر معجزے طلب کرتے تھے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گزشتہ انبیاء کی طرح معجزے نہیں دیں گے۔

تاہم ان کی پوری سیرت میں جابجا اتنے معجزے پھیلا دیئے کہ صاحب بصیرت اور معمولی احساس و خرد والے کے لیے کافی تھا۔ قرآن خود اللہ کا ایک معجزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ' ۲۳ سال کی انتہائی کم مدت میں دنیا کا عظیم ترین انقلاب' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں متعدد معجزے مثلاً واقعہ معراج' شق صدر' شق قمر وغیرہ ایسے کتنے ہی معجزے ہیں۔ جو خود سیرت کا ایک مستقل اور مفصل باب ہے۔ جانکاری کے لیے سیرت کی کتابیں ضروری ہیں۔

یہ تمام معجزے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی صداقت کی عظیم شہادت ہیں۔ الغرض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت رسالت کا عنوان بڑا مفصل ہے اور عبرت و موعظت سے پُر بھی۔ اللہ تعالیٰ آج کی کراہتی انسانیت کو توفیق دے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام شفائے کلی سے مستفید ہو کر دارین کی سعادت حاصل کرلے اور ساتھ ہی امت مسلمہ کو بھی ہر ممکن سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: شرک اور اس کے نقصانات

بھی زیادہ قریب ہے۔

توہین آمیز اور مضحکہ خیز مثال

لیکن آج کا مشرک وسیلے کے جواز کے لیے یہ کہتا سنائی دیتا ہے کہ چھت پر چڑھنے کے لیے سیڑھی کی ضرورت ہے اور افسر کو ملنے کے لیے کسی سفارش کا ہونا ضروری ہے۔

ذرا سوچئے! چھت تو جامد اور ساکن ہے' وہ اوپر سے نیچے نہیں آ سکتی اور نہ آدمی چھلانگ لگا کر چھت پر چڑھ سکتا ہے' اس لیے سیڑھی کی ضرورت ہے۔ ایسے ہی افسر ایک انسان ہے' اللہ تعالیٰ کو چھت اور انسان کے ساتھ مشابہ قرار دینا ناقابل معافی گناہ ہی نہیں' بلکہ ذات کبریا کی شان میں پرلے درجے کی گستاخی ہے۔

﴿فلا تضربو الله الامثال﴾ (النحل:۷۴)

''اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں بیان نہ کرو۔''

نیز فرمایا ﴿لیس کمثله شیء وهو السمیع البصیر﴾ (الشوریٰ)

''کوئی چیز اس کی مثل نہیں' وہ سب کچھ سننے والا' دیکھنے والا ہے۔''

شرک کے اخلاقی اور دینی نقصانات

☆ انسان خود نیکی کرنے کی بجائے دوسرے کی نیکی پر بھروسہ کرتا ہے۔

☆ انسان توبہ اور نیک اعمال کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے کی بجائے من گھڑت طریقے اختیار کرتا ہے۔

☆ وسیلہ کی آڑ میں غلط پیر لوگوں کی عزت اور مال لوٹتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں وسیلہ اور واسطے کو پسند نہیں کرتا۔

☆ وسیلہ کے عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

☆ یہ طریقہ ہندوؤں' یہودیوں اور عیسائیوں کے مشابہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شرک و بدعات سے محفوظ فرمائے اور توحید و سنت کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔